کلمۂ حق

مدیرِ اعلیٰ کے قلم سے

مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کی جدوجہد

پس منظر، نتائج اور تقاضے

سوات ہمارے آباء واجداد کا وطن ہے جہاں سے ہمارے بڑے کسی دور میں نقل مکانی کرکے ہزارہ کے وسطی ضلع مانسہرہ کے مختلف اطراف میں آباد ہو گئے تھے، اسی وجہ سے ہمارا تعارف سواتی قوم کے طور پر ہوتا ہے اور عم مکرم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان صاحب زید مجدہم کے نام کے ساتھ سواتی کی نسبت مستقل طور پر شامل رہتی ہے۔ مگر مجھے زندگی میں اس سے قبل کبھی سوات جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ گزشتہ دنوں مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کے حوالے سے اس خطہ کے حالات کا براہ راست جائزہ لینے کا داعیہ پیدا ہوا تو دو تین روز کے لیے سوات جانے کا پروگرام بن گیا اور ۱۰ دسمبر ہفتہ کی شام سے ۱۲ دسمبر پیر کی عصر تک ضلع سوات کے مختلف مقامات پر حاضری اور سرکردہ حضرات سے ملاقاتوں کا موقع ملا۔ اس دوران مینگورہ، سیدو شریف، خوازہ خیلہ، مٹہ اور بشام میں احباب کے ساتھ متعدد نشستیں ہوئیں۔ بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد، مولانا قاری عبدالباعث، مولانا محمد زمان، مولانا قاری حبیب احمد، حاجی سلطان یوسف، مولانا احمد اور جناب محمد ابراہیم حقیقت پسند کے علاوہ ہائی کورٹ کے وکیل جناب شیر محمد ایڈووکیٹ اور سرکاری حکام میں سے ایک ذمہ دار شخصیت کے

ساتھ ملاقاتیں بہت سود مند رہیں اور تحریک نفاذ شریعت کے پس منظر اور حالات کو سمجھنے میں خاصی مدد ملی۔ آج سے ربع صدی قبل تک سوات' دیر اور چترال پاکستان کے اندر مستقل ریاستوں کی حیثیت رکھتے تھے اور سوات میں والی' دیر میں نواب اور چترال میں مہتر صاحبان اپنی ریاستوں کے اندرونی نظم و نسق میں خود مختار تھے۔ ان کا عدالتی نظام بھی اپنا اپنا تھا۔ سوات کی صورت حال یہ تھی کہ قضاء شرعی کا نظام قائم تھا اور قاضی صاحبان شرعی قوانین کے مطابق مقدمات کے فیصلے کرتے تھے۔ اگرچہ مرور زمانہ کے ساتھ قضا کے اس نظام میں رشوت اور سفارش کے جراثیم سرایت کر آئے تھے اور اس دور کے بہت سے قاضی صاحبان کے بارے میں اچھی روایات سننے میں نہیں آتیں' تاہم لوگوں کو سستا اور فوری انصاف مل جاتا تھا اور مقدمات کے فیصلوں کے لیے زیادہ دیر تک پریشان نہیں رہنا پڑتا تھا۔ بالخصوص قصاص کے مقدمات بروقت نمٹ جاتے تھے اور فریقین زیادہ عرصہ تک کھینچا تانی کے عذاب میں مبتلا رہنے سے بچ جاتے تھے۔ اس کے ساتھ مختلف علاقوں میں والی سوات کے انتظامی نمائندوں کو بھی عدالتی اختیارات حاصل تھے اور وہ علاقائی رواج کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ سسٹم اس وقت تک قائم رہا جب ۶۹ء میں سوات' دیر اور چترال کی الگ حیثیت ختم کرکے تینوں ریاستوں کو پاکستان میں ضم کر لیا گیا اور دستور پاکستان کے مطابق ملک کے انتظامی اور عدالتی ڈھانچوں کا دائرہ ان ریاستوں تک وسیع کردیا گیا۔ پاکستان میں ضم ہوجانے کے بعد پاکستان کے انتظامی اور عدالتی ضوابط کا ان علاقوں پر اطلاق ہوا اور تینوں ریاستوں کو الگ الگ ضلع کی حیثیت دے کر وہاں ڈپٹی کمشنر' ایس پی اور سیشن جج مقرر کردیے گئے۔ اس طرح پاکستان کا عدالتی نظام جو برطانوی نوآبادیاتی حکومت کا ورثہ ہے اور عرف عام میں انگریزی عدالتی نظام کہلاتا ہے' سوات' دیر اور چترال کے تین نئے اضلاع پر بھی لاگو ہوگیا۔

غالباً ۱۹۷۵ء میں دیر میں جنگلات کی رائلٹی کے حوالہ سے ایک عوامی تحریک اٹھی جس نے حکومت کے خلاف مسلح تصادم کی شکل اختیار کر لی۔ اس تحریک کے مطالبات میں سابقہ عدالتی سسٹم کی بحالی کا مطالبہ بھی شامل تھا جس کے نتیجے میں مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے "فاٹا ریگولیشن" کے تحت اس خطہ میں ایک نیا عدالتی نظام نافذ کر دیا۔ یہ ریگولیشن مالاکنڈ ڈویژن کی حدود میں نافذ کیا گیا' جس میں سوات' دیر اور چترال کے تین اضلاع کے علاوہ مالاکنڈ کا صوبائی حکومت کے زیر انتظام علاقہ بھی شامل ہے۔ اس عدالتی نظام میں فوجداری اور دیوانی دونوں قسم کے مقدمات میں ڈپٹی کمشنر کو کلیدی حیثیت حاصل تھی اور عدالتی افسران کے تقرر اور اپیلوں کی سماعت میں اس کے فیصلے حتمی شمار ہوتے تھے۔ وکلاء صاحبان نے اس عدالتی نظام کو بنیادی حقوق اور آئینی تحفظات کے منافی قرار دیتے ہوئے "فاٹا ریگولیشن" کو پشاور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا اور ایک طویل جنگ لڑی جس کے نتیجے میں ہائی کورٹ نے "فاٹا ریگولیشن" کو غیر آئینی قرار دے دیا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب جناب آفتاب احمد شیرپاؤ اپنے پہلے دور میں وزارت اعلیٰ کے منصب پر فائز تھے' ان کی حکومت نے ہائی کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرنے کی بجائے اسے سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ جس کی وجہ سے "فاٹا ریگولیشن" کا عدالتی سسٹم اس کے بعد بھی بدستور اس علاقہ میں قائم و جاری رہا۔

"فاٹا ریگولیشن" وکلاء کی طرح علماء اور دینی حلقوں کے لیے بھی قابل قبول نہیں تھا اور وہ بھی اسے ظالمانہ قرار دیتے ہوئے اپنے دائرہ میں اس کے خلاف جدوجہد کرتے رہے مگر "فاٹا ریگولیشن" کے خاتمہ پر متفق ہونے کے باوجود اس کے بعد کے عدالتی نظام کے بارے میں دونوں کے اہداف الگ الگ تھے۔ وکلاء یہ چاہتے تھے کہ "فاٹا ریگولیشن" کے خاتمہ کے بعد اس خطہ میں وہی عدالتی نظام رائج ہو جو پاکستان کے دوسرے علاقوں میں

آئین کے تحت کام کر رہا ہے۔ جبکہ علماء کرام اور دینی حلقے پاکستان کے عدالتی نظام کو انگریزی عدالتی نظام سمجھتے ہوئے اس کی بجائے خالصتا" شرعی عدالتی نظام کے نفاذ کے خواہاں تھے۔ چنانچہ "فاٹا ریگولیشن" کے خلاف دونوں طبقوں کی جدوجہد جاری رہی تاآنکہ سال رواں کے آغاز میں بارہ فروری کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے "فاٹا ریگولیشن" کو غیر آئینی قرار دینے کے بارے میں پشاور ہائی کورٹ کے فیصلہ کی توثیق کردی اور اس کے ساتھ ہی "فاٹا ریگولیشن" اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

یہ وہ مرحلہ تھا جب مالاکنڈ ڈویژن میں "تحریک نفاذ شریعت محمدی" جو اس سے قبل بھی فاٹا ریگولیشن کے خاتمہ اور شرعی نظام کے نفاذ کے مطالبات کے ساتھ دھیرے دھیرے عوامی حلقوں میں آگے بڑھ رہی تھی' ایک نئے جوش و جذبہ کے ساتھ ابھری اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے علاقہ کی سب سے بڑی عوامی قوت کی حیثیت اختیار کرلی۔ اس تحریک کے قائد مولانا صوفی محمد ہیں جو عالم دین ہیں' ایک عرصہ تک جماعت اسلامی سے وابستہ رہے ہیں' ڈسٹرکٹ کونسل دیر کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔ مگر گزشتہ سات آٹھ برس سے کسی بھی جماعت سے متعلق نہیں ہیں بلکہ مختلف دینی جماعتوں کے وجود اور ووٹ کی سیاست کو حرام اور نفاذ اسلام کی راہ میں بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ ضلع دیر کی تحصیل لعل قلعہ میں دارالعلوم میران کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور قدیم وضع کی متصلب دینی شخصیت کے حامل ہیں۔

مولانا صوفی محمد کی زیر قیادت "تحریک نفاذ شریعت محمدی" کا بنیادی مطالبہ یہ تھا کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے تحت "فاٹا ریگولیشن" کے خاتمہ سے اس خطہ میں قانونی نظام کا جو خلا پیدا ہوا ہے اسے پاکستان کے مروجہ عدالتی نظام کے ذریعہ نہیں بلکہ خالص شرعی عدالتی نظام کے ذریعہ پر کیا جائے اور مالاکنڈ ڈویژن میں مکمل شرعی قوانین کا نفاذ عمل میں

لایا جائے۔ اس مطالبہ پر اس علاقہ کے مسلمان جس طرح دیوانہ وار جمع ہوئے اور اپنا سب کچھ نفاذ شریعت کے "جہاد" کے لیے پیش کر دیا' وہ ان غیور مسلمانوں کی دینی غیرت اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ ان کی والہانہ وابستگی کا مظہر ہے۔

"تحریک نفاذ شریعت محمدی" میں مالاکنڈ ڈویژن اور باجوڑ ایجنسی کے عوام نے جو بے مثال قربانیاں دی ہیں' ان کی تفصیلات ایک مستقل مضمون کی متقاضی ہیں اور مستقبل قریب میں مالاکنڈ ڈویژن کے دوسرے سفر کے بعد انشاء اللہ قارئین کو ان سے آگاہ کیا جائے گا۔ تاہم اس موقع پر صورت حال کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ تحریک کی طرف سے روڈ بلاک کرنے کے فیصلے پر شدید سردی میں ایک محتاط اندازے کے مطابق تیس سے چالیس ہزار افراد مسلسل سات روز تک کھلی سڑک پر بستر ڈالے پڑے رہے' لوگوں نے اپنی جائیدادیں اور عورتوں نے اپنے زیورات بیچ کر نفاذ شریعت کے جہاد میں شرکت کے لیے اسلحہ خریدا اور اس خطہ کے عوام نے تحریک میں شرکت کے لیے بالکل اسی جذبہ اور جوش و خروش کے ساتھ تیاری کی جس طرح کسی دور میں باقاعدہ جہاد میں شریک ہونے کے لیے تیاری کی جاتی تھی۔

تحریک نفاذ شریعت کا موجودہ دور سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بعد شروع ہوا' لوگ سڑکوں پر آئے' روڈ بلاک کیے گئے' بعض مقامات پر سرکاری فورسز سے تصادم بھی ہوا' متعدد قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور مئی ۹۴ء کے دوران صوبائی حکومت نے وعدہ کر لیا کہ مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی قوانین کا نفاذ عمل میں لایا جائے گا۔ غالباً" اس مقصد کے لیے چار ماہ کی مدت بھی متعین کر دی گئی مگر مدت ختم ہونے کے بعد بھی جب نفاذ شریعت کے کوئی آثار نظر نہ آئے تو لوگ دوبارہ سڑکوں پر آ گئے' پھر سڑکیں بند کر دی گئیں' کچھ سرکاری افسران یرغمال بنائے گئے' بعض مقامات پر تصادم میں ایک ایم۔ پی۔ اے سمیت درجنوں

افراد جاں بحق ہوئے' ہوائی اڈے سمیت بہت سی سرکاری عمارتوں پر تحریک کے کارکنوں نے قبضہ کرلیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ حکومت کو اپنا نظم و نسق بحال کرنے کے لیے فوج طلب کرنا پڑی۔ یہ نازک مرحلہ تھا' جب دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ "تحریک نفاذ شریعت محمدی" کے بارے میں یہ تاثر دے رہے تھے کہ اس خطہ کے لوگوں نے شریعت کے نام پر پاکستان کے خلاف بغاوت کردی ہے اور بعض حلقے اس تاثر کو عام کرنے میں مصروف تھے کہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے بھارتی ایجنسیوں نے مالاکنڈ ڈویژن میں یہ صورت حال پیدا کی ہے۔ ادھر علاقہ میں حالات کا منظر یہ تھا کہ تحریک کے ہزاروں کارکن مسلح تھے اور جہاد کے جذبہ کے ساتھ نفاذ شریعت کی جنگ لڑ رہے تھے۔ اس کیفیت میں جب امن و امان کی بحالی کے لیے فوج حرکت میں آئی تو یہ بات ہے کہ حساس دل لرزنے لگے اور مضطرب دلوں کے اضطراب میں کئی گنا اضافہ ہوگیا کہ پاکستان کی مسلح فوج اور تحریک نفاذ شریعت کے مسلح کارکن آمنے سامنے ہیں' خدا جانے نتائج کس قدر خوفناک ہوں گے۔ مگر بے ساختہ سلام عقیدت پیش کرنے کو جی چاہتا ہے تحریک نفاذ شریعت کے امیر مولانا صوفی محمد اور مسلح افواج کے علاقائی کمانڈر جنرل فضل غفور کو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صحیح سمت راہنمائی کی اور ان دونوں نے کمال تدبر اور بصیرت کے ساتھ حالات کو اس طرح سنبھال لیا کہ پاکستان آرمی اور ملک کے دینی حلقوں کو آمنے سامنے تصادم کی کیفیت میں دیکھنے کے خواہشمند حلقوں کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ ہوا یوں کہ مولانا صوفی محمد نے حالات کی نزاکت اور سنگینی کا اندازہ کرتے ہوئے خود کو فوج کے حوالہ کردیا اور کہا کہ میں ہر طرح کا تعاون کرنے کو تیار ہوں' مگر فوج اور عوام میں تصادم کسی صورت میں نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تصادم فوجی حکام بھی نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ مولانا صوفی محمد نے فوجی حکام کے ہمراہ تحریک کے مراکز کا دورہ کیا اور جس طرح ممکن ہوا انہیں سمجھا بجھا کر گھروں میں واپس کیا۔

مولانا صوفی محمد ویسے بھی "تحریک نفاذ شریعت محمدی" میں تشدد کے رجحانات کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں' ان کا کہنا ہے کہ افسران کو یرغمال بنانے اور گولی چلانے کے واقعات ان کی ہدایات اور مرضی کے بغیر ہوئے ہیں اور انہوں نے کھلم کھلا ان واقعات سے براءت اور بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے کارکنوں کو اسلحہ اور جہاد کی ترغیب ضرور دی ہے' لیکن جب تک حکومت پاکستان شریعت اسلامیہ کے وعدہ پر قائم ہے اور اس سے انکار نہیں کر دیتی' اس وقت تک ہتھیار اٹھانے کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہتھیار اٹھانا جہاد کہلائے گا۔ الغرض کھلم کھلا تصادم کے خطرات ٹل جانے کے بعد تحریک نفاذ شریعت اور صوبائی حکومت کے درمیان مذاکرات کے نئے سلسلہ کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت کے لیے ایک معاہدہ طے پا گیا جو صوبائی سیکرٹری قانون جناب سلیم خان کے ایک تحریری مکتوب کے مطابق یوں ہے:

محترم حضرت مولانا صوفی محمد بن الحضرت حسن صاحب

السلام علیکم

آپ کو یاد ہو گا کہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۴ کو تیمرگرہ کے مقام پر صوبائی چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری اور آپ کے درمیان مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ نظام شریعت ریگولیشن ۱۹۹۴ کے بارہ میں بات چیت ہوئی۔ اس ریگولیشن کے تحت شریعت کی تعریف نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ کے مطابق کی گئی ہے۔ یعنی احکامات اسلام قرآن و سنت کے مطابق اور اجماع اور قیاس کی روشنی میں۔ اس کے علاوہ تمام اسلامی قوانین کا اطلاق اس ریگولیشن کے تحت اس علاقہ میں کیا جائے گا۔ مزید کہ اسلامی قوانین پر عملدرآمد اسلامی عدلیہ کے نظام کے تحت کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔ اس

سلسلہ میں قاضی کے منصب کو بھی عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ ضلع قاضی کا منصب اس ریگولیشن میں شامل کیا گیا ہے۔

آپ نے ملاقات کے دوران اس بات پر زور دیا تھا کہ تحصیل قاضی کا کرنا اہم ضرورت ہے اور یہ کہ منصب قاضی پر فائز حضرات اسلامی فقہ پر دسترس رکھتے ہوں۔

حکومت نے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ تحصیل قاضی منصب تسلیم کر لیا جائے' جن کے دائرہ اختیار میں دیوانی اور فوجداری دونوں اختیارات ہوں گے اور یہ کہ اسلامی یونیورسٹی کے سند یافتہ لوگ قاضی کے منصب کے حق دار ہوں گے۔ اس کے لیے تقرری کے قوانین میں مناسب تبدیلی کی جارہی ہے۔ قاضی صورۃ" اور سیرۃ" قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ فوری اجرا کے لیے وہی عدالتی افسر قاضی کے منصب پر فائز ہوں گے جنہوں نے تسلیم شدہ شرعی کورس کیا ہوا ہو۔ قاضی کو وہ تمام اختیارات دیے گئے ہیں جن کی رو سے وہ پولیس اور انتظامیہ کو مقدمات اور معاملات کے شرعی فیصلہ کرنے میں اور جزا اور سزا کو عملی طور پر نافذ کرنے میں بروئے کار لا سکیں۔

مالاکنڈ ڈویژن میں قانونی خلا کو پر کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ میرا یقین ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کا اپنا نفاذ نظام شریعت ریگولیشن ۱۹۹۴ کے نئے مسودہ میں ہر وہ عنصر موجود ہے جس کی بنا پر یہ علاقہ امن و امان اور خوشحالی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ آپ اسی اخلاقی جرات کا مظاہرہ کریں جس کی قوم کو آپ سے توقع ہے اور اس نظام کو عملی جامہ پہنانے میں معاونت فرمائیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ تجربہ و مشاہدہ کے بعد اگر تغیرات کی ضرورت پڑے گی تو اس کے لیے بھی مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ یہی نظام' کہ جس کا اہتمام مالاکنڈ ڈویژن میں کیا جائے گا' کوہستان ضلع میں بھی بیک وقت نافذ کیا جائے گا۔

مولانا صوفی محمد امیر تحریک نفاذ شریعت محمدیؐ کے نام صوبہ سرحد کے سیکرٹری قانون جناب سلیم خان کے اس مکتوب پر ان دونوں حضرات کے علاوہ صوبائی سیکرٹری داخلہ جناب ایوب خان کے دستخط بھی موجود ہیں اور یہ مکتوب ۲۶ نومبر ۹۴ء کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے چار روز بعد یکم دسمبر ۹۴ء کو گورنر سرحد نے مندرجہ ذیل ریگولیشن جاری کیا:

مالاکنڈ ڈویژن نفاذ شریعت ریگولیشن ۱۹۹۴

پشاور (نمائندہ خصوصی) حکومت صوبہ سرحد نے مالاکنڈ ڈویژن میں نفاذ شریعت ریگولیشن کا نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔ اس آرڈی نینس کے تحت ۲۲ قوانین مالاکنڈ ڈویژن میں نافذ کردیے گئے ہیں جن میں ۱۴ ضیاء الحق شہید دور کے مرتب کردہ قوانین ہیں۔ ۶ نواز شریف دور میں تشکیل پائے گئے تھے۔ جمعرات کے روز جاری ہونے والے نوٹیفکیشن کے مطابق گورنر سرحد میجر جنرل (ریٹائرڈ) خورشید علی خان کے جاری کردہ ریگولیشن میں کہا گیا ہے:

1۔(۱) یہ ریگولیشن صوبائی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات (نفاذ شریعت) ریگولیشن ۱۹۹۴ء کہلائے گا۔ (۲) یہ چترال' دیر' سوات (جس میں کالام شامل ہے)' بونیر اور مالاکنڈ محفوظ علاقہ پر مشتمل مالاکنڈ ڈویژن کے صوبائی انتظام کے تحت تمام قبائلی علاقہ جات پر وسعت پذیر ہوگا۔ (۳) یہ فوراً" نافذ العمل ہوگا۔

2۔ اس ریگولیشن میں' تاوقتیکہ سیاق و سباق عبارت سے کچھ اور مطلب نہ نکلتا ہو' مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی وہی لیے جائیں گے جو بذریعہ ہذا ان کے لیے بالترتیب مقرر کیے گئے ہیں' یعنی (ا) عدالت سے مراد مالاکنڈ ڈویژن میں فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت قائم کردہ مجاز اختیار سماعت کی قانونی عدالت ہے۔ (ب) حکومت سے مراد ہے حکومت

شمال مغربی سرحدی صوبہ۔ (ج) عدالتی افسر سے مراد ہے کسی عدالت کی صدارت کے لیے باضابطہ طور پر متعین اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج / ضلعی قاضی' ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج / ضلع قاضی' ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج / اضافی ضلع قاضی' سینئر سول جج / اعلیٰ علاقہ قاضی دیوانی سول جج / علاقہ قاضی دیوانی اور مجسٹریٹ / علاقہ قاضی فوجداری۔ (د) معاونین قاضی سے مراد ہے وہ اشخاص جن کا نام وقفہ ۶ کے تحت عدالت کی مرتبہ معاونین قاضی کی رواں فہرست میں درج ہوں۔ (ہ) مقررہ سے مراد ہے اس ریگولیشن کے تحت بنائے گئے قواعد سے مقرر کردہ۔ (و) "جدول" سے مراد ہے اس ریگولیشن سے منسلک کوئی جدول اور (ح) "شریعت" سے مراد ہے قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام۔

3۔ (مالاکنڈ ڈویژن کو بعض قوانین کا اطلاق):۔ (۱) جدول کے خانہ ۲ میں مصرحہ قوانین' اسی شکل میں جیسے کہ اس ریگولیشن کے آغاز نفاذ سے فوری پیشتر شمال مغربی سرحدی صوبہ میں نافذ العمل ہیں اور ممکنہ حد تک تمام قواعد نوٹیفکیشن اور احکام جو ان کے تحت بنائے یا جاری کیے گئے ہوں' مذکورہ علاقہ میں نافذ العمل ہوں گے۔ (۲) مذکورہ علاقہ میں نافذ العمل تمام قوانین' بشمول ذیلی دفعہ (۱) میں ذکر کردہ قوانین کا اطلاق (i) مستثنیات اور ترمیمات کے تابع ہوگا جس کی وضاحت اس ریگولیشن میں کی گئی ہے۔

4۔ (بعض قوانین کی موقوفی کار):۔ اگر اس ریگولیشن کے آغاز نفاذ سے فوری پیشتر مذکورہ علاقہ میں کوئی ایسی دستاویز نافذ العمل تھی یا رواج یا معمول نافذ العمل تھا جسے قانون کا درجہ حاصل تھا اور جو اس ریگولیشن کے ذریعہ مذکورہ علاقہ میں نافذ کیے جانے والے کسی قانون کے امور کے مماثل پائے جائے تو اس آغاز نفاذ کے ساتھ ہی وہ قانونی دستاویز' رواج یا معمول مذکورہ علاقہ میں بے اثر ہوکر موقوف ہوجائے گا۔

5۔ (عدالت ہا' عدالتی افسران اور ان کے اختیارات و کارہائے منصبی):۔(۱) قوانین

پر عملدرآمد کے لیے مذکورہ علاقہ میں عدالتوں کے عدالتی افسران ان عہدوں سے موسوم ہوں گے جو جدول دوئم کے خانہ ۳ میں مصرحہ ہیں۔ (۲) فوجداری یا دیوانی مقدمات کی کارروائی اور کارکردگی سے متعلق، وہ تمام اختیارات، کارہائے منصبی اور فرائض جو کسی فی الوقت نافذ العمل قانون کے تحت شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عدالتی افسران کو عطا کردہ، منتقل کردہ یا عائد کردہ ہیں، اوپر مذکور طور پر عہدوں سے موسوم عدالتی افسران استعمال کریں گے، سرانجام دیں گے اور بجا لائیں گے۔

6۔ (۱) حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کے ذریعہ، ان مقدمات کی درجہ بندی کرے گی جن میں عدالت ایک یا زیادہ معاونین قاضی کو عدالت کی مدد کے لیے اپنے ساتھ شریک کار کرنے کے لیے کہہ سکے گی۔ (۲) ذیلی دفعہ (۱) کے مقصد کے لیے حکومت وقتاً فوقتاً" ہر ضلع یا علاقہ کے لیے تیس کی حد تک ایسے اشخاص کی فہرست مرتب کرے گی جو دیانتداری کی شہرت رکھتے ہوں اور اچھے کردار کے مالک ہوں جو معاونین قاضی جانے جائیں گے۔

7۔ (مصلح مقرر کرنے کا اختیار):۔ جہاں اس ریگولیشن کے تحت قابل سماعت تنازعہ کے فریقین رضامند ہوں تو عدالت اس کو شریعت کے مطابق تصفیہ کے لیے فریقین کی باہمی رضامندی سے مقرر کردہ ایک یا زیادہ مصلحین کے حوالے کر سکے گی۔

8۔ (عدالتی افسران کا طریق عمل):۔ (۱) جدول دوئم میں مصرحہ عدالتی افسران کا طریق عمل اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگا۔ (۲) حکومت وقتاً" فوقتاً" ذیلی دفعہ (۱) کے مقاصد کے لیے ایسی تدابیر اختیار کرے گی جو وہ ضروری تصور کرے۔

9۔ (عدالت اور اس کے دستاویزات کی زبان):۔ عدالت کے تمام حکمنامہ جات اور کارروائی بشمول عرضی دعویٰ و جواب دعویٰ، شہادت، حکم، بحث و فیصلہ اردو میں درج کیے

اور زیر عمل لائے جائیں گے۔

10۔ (قواعد بنانے کا اختیار):۔ حکومت اس ریگولیشن کے مقاصد کے حصول کے لیے قواعد وضع کر سکے گی۔

11۔ (تنسیخ):۔ (۱) صوبائی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات فوجداری قانون (خاص امور)، ریگولیشن ۱۹۷۵ء (شمال مغربی سرحدی صوبہ ۱۹۷۵ء کا ریگولیشن اول) اور صوبائی انتظام کے تحت قبائلی علاقہ جات دیوانی طریقہ کار (خاص امور)، ریگولیشن ۱۹۷۵ء (شمال مغربی سرحدی صوبہ ۱۹۷۵ء کا ریگولیشن دوئم)، لہٰذا منسوخ کیے جاتے ہیں۔ (۲) اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت منسوخی یا دفعہ ۴ کے تحت کسی قانون، کسی قانونی دستاویز، رواج یا معمول کی موقوفی کے باوجود تنسیخ یا موقوفی جیسی بھی صورت ہو۔ (ا) کسی ایسی چیز کا احیا نہیں کرے گی جو اس وقت نافذ العمل یا موجود ہو جب تنسیخ یا موقوفی عمل میں آئے، (ب) قانون، قانونی دستاویز، رواج یا معمول کے سابقہ عمل یا ان کے تحت باضابطہ کیے ہوئے فعل یا برداشت کردہ نقصان کو متاثر نہیں کرے گی، (ج) قانون، قانونی دستاویز، رواج یا معمول کے تحت حاصل شدہ کسی حق، پیدا شدہ کسی استحقاق یا عائد شدہ کسی وجوب یا ذمہ داری کو متاثر نہیں کرے گی، (د) قانون، قانونی دستاویز، رواج یا معمول کے خلاف کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر عائد شدہ کسی تاوان، ضبطی یا سزا کو متاثر نہیں کرے گی، (ہ) کسی حق، استحقاق، وجوب، ذمہ داری، تاوان، ضبطی یا سزا کی بابت کسی تفتیش، قانونی کارروائی یا چارہ جوئی شروع کی جا سکے گی، جاری رکھی جا سکے گی یا نافذ کی جا سکے گی، اور کوئی ایسا تاوان، ضبطی یا سزا اس طرح عائد کی جا سکے گی گویا قانون، قانونی دستاویز، رواج یا معمول منسوخ نہیں ہو گیا تھا، یا جیسی صورت ہو، موقوفی سے بے اثر نہیں ہو گیا تھا۔

(جدول اول)۔ ر بحوالہ تمہید، دفعہ ۲ (د) اور ۳ (ا) ر (اسمائے قوانین):۔۱) مغربی

پاکستان تاریخی مساجد و زیارت گاہ سرہ بہ محبوب آرڈی نینس ۱۹۶۰ء (مغربی پاکستان ۱۹۳۰ء کا آرڈی نینس پنجم)۔ (الف):۔ ا) مغربی پاکستان عائلی عدالت ہائے ایکٹ ۱۹۶۴ء (مغربی پاکستان ایکٹ سہ دہ و پنجم) ۔۲) مجموعہ طریق کار دیوانی (ترمیمی) ایکٹ' ۱۹۷۶ء (۱۹۷۶ء کا پانزنودھم) ۔ ۳) شمال مغربی سرحدی صوبہ انسداد قمار بازی آرڈی نینس' ۱۹۷۸ء (شمال مغربی سرحد صوبہ ۱۹۷۸ء کا آرڈی نینس پانچ) ۔ ۴) مجموعہ طریقہ کار دیوانی (ترمیمی) آرڈینس' ۱۹۸۰ء (۱۹۸۰ء کا آرڈی نینس دہم) ۔ ۵) جرائم بر خلاف جائیداد (نفاذ حدود) (ترمیمی) آرڈی نینس' ۱۹۸۰ء (۱۹۸۰ء نو دھم) ۔ ۶) جرم زنا (نفاذ حدود) (ترمیمی) آرڈی نینس' ۱۹۸۰ (۱۹۸۰ء کا آرڈی نینس بیستم ۔ ۷) جرم قذف (نفاذ حد) (ترمیمی) آرڈی نینس' ۱۹۸۰ء (۱۹۸۰ء کا آرڈی نینس بیست و یکم)۔ ۸) مجموعہ طریق کا دیوانی (ترمیمی آرڈی نینس' ۱۹۸۰ء (۱۹۸۰ء کا آرڈی نینس شش دہ و سوئم) ۔ ۹) احترام رمضان آرڈی نینس' ۱۹۸۱ء (۱۹۸۱ء کا آرڈی نینس کا بیست و سوئم)۔ ۱۰) وفاقی قوانین (نظر ثانی و تصدیق نامہ) آرڈی نینس' ۱۹۸۱ء (۱۹۸۱ء کا آرڈی نینس بیست ہشتم)۔ تاحد صرف دوئم اور دفعہ ا' ۳ اور اس کے جدول دوئم کے نکتہ ۱۵ ۔ ۱۱) جرائم خلاف جائیداد (نفاذ حدود) (ترمیمی) آرڈی نینس' ۱۹۸۲ء (۱۹۸۲ء کا آرڈی نینس دوئم)۔۱۲) زکوۃ و عشر (ترمیمی) آرڈی نینس ۱۹۸۳ء (۱۹۸۳ء کا آرڈی نینس ہفتم)۔ ۱۳) زکوۃ و عشر (دوسری ترمیم) آرڈی نینس ۱۹۸۳ء (۱۹۸۳ء کا آرڈی نینس دہم) ۔ ۱۴) زکوۃ و عشر (تیسری ترمیم) آرڈی ننس' ۱۹۸۳ء (۱۹۸۳ء کا آرڈی نینس بیست و ششم) ۔ ۱۵) قادیانی گروہ کے لاہوری گروہ اور احمدیوں کے خلاف اسلام (انسداد و سزا)' آرڈی نینس ۱۹۸۴ء (۱۹۸۴ء کا آرڈی نینس بیستم)۔ ۱۶) زکوۃ و عشر (ترمیمی) آرڈی نینس' ۱۹۸۴ء (۱۹۸۴ء کا آرڈی نینس چہار دہ و پنجم) ۔ ۱۷) شمال مغربی سرحدی صوبہ (نفاذ مخصوص امور قانون کے) ایکٹ' ۱۹۸۹ء (۱۹۸۹ء کا ایکٹ دوئم)۔۱۸)

مجموعہ طریق کار دیوانی (ترمیمی) ایکٹ ۱۹۸۹ء (۱۹۸۹ء کا چہارم)۔ ۱۹) زکوٰۃ و عشر (ترمیمی) ایکٹ' ۱۹۹۱ء (۱۹۹۱ء کا بست و سوئم)۔ ۲۰) نفاذ شریعہ ایکٹ' ۱۹۹۱ء (۱۹۹۱ء کا دہم)۔ ۲۱) پاکستان بیت المال ایکٹ' ۱۹۹۲ء (۱۹۹۲ء کا یکم)۔ ۲۲) مجموعہ طریق کار دیوانی (ترمیمی) ایکٹ' ۱۹۹۴ء (۱۹۹۴ء کا چہارم)۔

(جدول دوئم)۔ بحوالہ دفعات ۲ (ج)' ۵ (ا)' و ۸ (ا):۔ ترمیمی عدد'

مالاکنڈ ڈویژن کے پاٹا کے علاوہ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں عدالتی افسران کا عہدہ	مالاکنڈ کے پاٹا میں عدالتی افسران کا عہدہ -
۱۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ر ضلع قاضی
۲۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج	ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ر اضافی ضلع قاضی
۳۔ سینئر سول جج	سینئر سول جج ر اعلیٰ علاقہ قاضی
۴۔ سول جج	سول جج ر علاقہ قاضی دیوانی
۵۔ مجسٹریٹ	مجسٹریٹ ر علاقہ قاضی فوجداری

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت' راول پنڈی ۲ دسمبر ۹۴ء)

گورنر سرحد کے جاری کردہ اس ریگولیشن کا دائرہ کار مالاکنڈ ڈویژن تک محدود ہے۔ مگر روزنامہ جنگ لاہور ۲۰ دسمبر ۹۴ء میں شائع شدہ کمشنر ہزارہ ڈویژن مسٹر ندیم منظور کی پریس کانفرنس کے مطابق ہزارہ کے ضلع کوہستان کو بھی اس ریگولیشن کے دائرہ میں شامل کر لیا گیا ہے اور وہاں اس کے مطابق اقدامات شروع ہو گئے ہیں۔

تحریک نفاذ شریعت کے مطالبات' عوام کی بے پناہ قربانیوں اور صوبہ سرحد کے سیکرٹری قانون کی تحریری یقین دہانی کے بعد گورنر سرحد کے جاری کردہ "نفاذ شریعت

ریگولیشن" کا ایک بار پھر مطالعہ کیجئے اور داد دیجئے بیوروکریسی کی اس چابکدستی پر کہ کس کمال ہوشیاری اور عیاری کے ساتھ نفاذ شریعت کے بنیادی تقاضوں کو گول کرتے ہوئے پاکستان کے دوسرے حصوں میں کار فرما وہی عدالتی سسٹم مالاکنڈ ڈویژن میں بھی نافذ کر دیا ہے جس کے نفاذ کے لیے کسی قسم کی جدوجہد کی ضرورت نہ تھی اور "فاٹا ریگولیشن" کے خاتمہ سے پیدا ہونے والا خلاء بالآخر اسی عدالتی سسٹم کے ذریعہ پر ہونا تھا اور پھر یہ سسٹم تو تحریک نفاذ شریعت کا تقاضا بھی نہیں تھا بلکہ تحریک تو دراصل اس سسٹم کو روکنے کے لیے شروع ہوئی تھی مگر خدا سمجھے اس بیوروکریسی سے کہ جس عدالتی سسٹم کے نفاذ کو روکنے کے لیے تحریک نفاذ شریعت کے ہزاروں کارکن سڑکوں پر آئے اور جان و مال کی بے پناہ قربانی دی گئی' وہی عدالتی سسٹم "نفاذ شریعت ریگولیشن" کے نام پر نافذ کر کے ان لوگوں پر احسان بھی جتلایا جا رہا ہے کہ "دیکھو ہم نے تمہارا مطالبہ پورا کر دیا ہے"۔ ممکن ہے کچھ دوست اس ریگولیشن کی پیچیدہ زبان کو نہ سمجھ پائیں اس لیے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

--- وہی عدالتی سسٹم جو پاکستان میں رائج ہے وہ "مالاکنڈ ڈویژن میں بھی اس ریگولیشن کے ذریعہ نافذ ہو گیا ہے البتہ اس سسٹم میں سیشن جج کو ضلع قاضی' سول جج کو علاقہ قاضی' دیوانی اور مجسٹریٹ کو علاقہ قاضی فوجداری کہا جائے گا۔

--- ○ جو قوانین جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم اور میاں محمد نواز شریف کے دور میں پاکستان میں اسلامائزیشن کے حوالہ سے نافذ ہوئے تھے وہ اس علاقہ میں بھی نافذ ہو گئے ہیں۔

--- ○ عائلی قوانین جو اس خطہ میں پہلے رائج نہ تھے اب اس ریگولیشن کے ذریعے نافذ ہو گئے ہیں۔

--- ○ قاضی صاحبان کے ساتھ معاون قاضی کے طور پر ہر علاقہ میں تین تک افراد کی فہرست مرتب ہو گی جن کی اہلیت کا معیار یہ ہو گا کہ دیانتداری کی شہرت رکھتے ہوں اور

اچھے کردار کے مالک ہوں اور ان کا کام یہ ہو گا کہ قاضی صاحبان (یعنی جج صاحبان) کسی مقدمہ میں ضرورت محسوس کریں تو ان میں سے کسی کو اپنی معاونت کے لیے طلب کر سکیں گے اور اگر کسی مقدمہ کے دونوں فریق باہمی رضامندی سے اپنے مقدمہ کا تصفیہ شریعت کے مطابق چاہیں تو متعلقہ جج اس کیس کو ان میں سے کسی کے حوالہ بطور ''مصلحین'' کر سکے گا۔

اس ''ریگولیشن'' کو اگرچہ مولانا صوفی محمد اور ان کے رفقاء نے قبول نہیں کیا مگر عملاً'' یہ ریگولیشن نافذ ہوچکا ہے اور تحریک نفاذ شریعت کے راہ نماؤں کے ساتھ ''مذاکرات'' کا سلسلہ جاری ہے جس کا پلڑا ہمیشہ بیوروکریسی کے حق میں رہتا ہے' جبکہ صوبائی حکومت اپنے طور پر اس ''ریگولیشن'' کے ذریعہ مالاکنڈ ڈویژن اور کوہستان میں ''شریعت'' نافذ کر کے سرخرو ہوچکی ہے اور اس کے بعد اس سے کسی مزید پیش رفت کی توقع فضول ہے۔

اس مرحلہ پر تحریک نفاذ شریعت کے حوالہ سے تین چار اہم باتوں کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک یہ کہ میں نے یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی ہے کہ تحریک کے راہ نماؤں کی اکثریت دین اور دینی علم میں پختہ کار ہونے کے باوجود قانون' ڈپلومیسی اور آئین کی وہ زبان نہیں سمجھتی جس زبان میں حکومت کے ساتھ معاملات طے پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیوروکریسی اپنی چالوں میں کامیاب ہوجاتی ہے۔ میرے لیے یہ بات انتہائی پریشان کن تھی کہ ۱۰ دسمبر سے بارہ دسمبر تک میری ملاقات تحریک نفاذ شریعت کی مجلس شوریٰ کے چار ذمہ دار حضرات سے ہوئی مگر ان میں سے کسی نے یکم دسمبر کو نافذ ہونے والے ''نفاذ شریعت ریگولیشن'' کا اس وقت تک مطالعہ نہیں کیا تھا بلکہ ان کے بقول یہ ریگولیشن شوریٰ کے اجلاس میں بھی نہیں پڑھا گیا تھا۔ یہ صورت حال اطمینان بخش نہیں ہے۔ تحریک کے

لیڈروں کی ذمہ داری تھی کہ وہ پاکستان کے ان علماء سے رابطہ کرتے جو آئین و قانون اور ڈپلومیسی کی زبان کو سمجھتے ہیں اور صوبائی حکومت کے ساتھ معاملات طے کرتے وقت ان علماء سے راہ نمائی حاصل کی جاتی۔ دوسری بات یہ کہ وکلاء اور قانون دان طبقے کو مکمل طور پر اس مہم سے لاتعلق رکھنا بھی تحریک کے مفاد میں نہیں ہے اور نہ ہی اس تحریک کو "طبقاتی کشمکش" میں تبدیل کر دینا حکمت و دانش کا تقاضا ہے۔ وکلاء کی ایک بڑی تعداد اسلامی قوانین کا نفاذ چاہتی ہے اور شرعی عدالتی نظام کے حق میں ہے' ان سے رابطہ کرنا' انہیں تحریک میں شریک کرنا اور قانونی معاملات میں ان کی مشاورت اور راہ نمائی سے استفادہ کرنا تحریک نفاذ شریعت کے ناگزیر تقاضوں میں سے ہے۔ تیسری بات یہ کہ تحریک کے دوران جزوی اور ضمنی باتوں پر اس قدر زور دینا کہ وہ تحریک کے ماٹو اور عنوان کے طور پر متعارف ہو جائیں' فائدہ کی بجائے نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ مثلاً" تحریک کے دوران اس بات پر زور دیا گیا کہ ٹریفک کو دائیں ہاتھ پر چلانا شریعت کا تقاضا ہے اور اس بات پر اس قدر زور دیا گیا کہ تحریک کے ایک کارکن نے میرے سامنے فخر کے ساتھ ذکر کیا کہ اس نے مینگورہ میں انگریزی قانون کو پورا ایک دن گاڑی دائیں ہاتھ چلا کر پامال کیا۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے' اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے بھی تو بہت جزوی اور ضمنی درجہ کی ہے اور اس قسم کی باتوں کو تحریک کا عنوان بنا دینا تحریک کے لیے بدنامی کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی طرح ڈاڑھی کا ذکر بھی بار بار ہوتا ہے۔ ڈاڑھی سنت نبویؐ ہے جس کی اتباع اور احترام ہر مسلمان پر ضروری ہے' لیکن اسے بے احترامی سے بچانا اور استہزاء کا ہدف بننے سے روکنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ابھی چند روز قبل خبر آئی کہ تحریک نفاذ شریعت کے راہ نماؤں کے تقاضے پر صوبائی حکومت ڈاڑھی والے افسران تلاش کر رہی ہے تاکہ انہیں مالاکنڈ ڈویژن میں تعینات کیا جا سکے۔ ہمارے نزدیک یہ سنت رسولؐ کو مذاق کا نشانہ

بنانے کے مترادف ہے کہ انتظامی اور عدالتی سسٹم تو وہی نو آبادیاتی رہے مگر کرسیوں پر داڑھی والے افسران کو بٹھا دیا جائے تاکہ سارے سسٹم کی گندگی ان کی داڑھیوں کے مقدس پردے میں چھپی رہے۔ چوتھے نمبر پر تحریک کے قائدین کی خدمت میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اس وقت پوری دنیا کی نظریں عالم اسلام کی دینی تحریکات پر لگی ہوئی ہیں کیونکہ مغربی جمہوریت اور کمیونزم کی ناکامی کے بعد دنیا ایک نئے نظام کی تلاش میں ہے اور عقل سلیم انسانی فہم و دانش کو فطری طور پر اسلام کے عادلانہ نظام کی طرف متوجہ کر رہی ہے، جس کی دعوت لے کر عالم اسلام کی دینی تحریکات اس وقت سامنے آرہی ہیں۔ اس مرحلہ پر اسلام دشمن لابیوں اور مغربی قوتوں کا پورا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے کہ عالم اسلام کی دینی تحریکات کی کوئی اچھی تصویر دنیا کے سامنے نہ آنے پائے بلکہ انھیں انسانی حقوق و اخلاق کے تصور سے عاری، تشدد پسند، طبقاتی بالا دستی کے خواہاں اور انسانی حقوق کے دشمن کے طور پر متعارف کرایا جائے تاکہ انسانی معاشرہ ان لوگوں کے بارے میں کوئی مثبت سوچ اختیار نہ کرسکے۔ اس تاثر سے خود کو بچانا ضروری ہے اور اس مقصد کے لیے ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدینؓ کی سنت ہمارے لیے کافی ہے۔ اگر ہم دور نبویؐ اور دور خلافت راشدہؓ میں لوگوں کو حاصل معاشرتی، سیاسی، عدالتی اور معاشی حقوق کا صحیح نقشہ اجاگر کر کے دنیا کو اس کی طرف دعوت دینے میں کامیاب ہوجائیں تو آنے والا دور نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں اسلام کے غلبہ و نفاذ کا دور ہو سکتا ہے مگر اس کے لیے علم، دانش، تدبر اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔